بانیٔ تحریکِ مدحِ معاویہؓ، قائدِ احرار، جانشینِ امیرِ شریعت

حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ کا مسلک

(ذوالکفل بخاری بنام مدیر ماہنامہ "الخیر")

۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۶ھ

۳ نومبر ۱۹۹۵ء

دار بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان

برادرِ بزرگ حضرت مولانا محمد ازہر صاحب زید مجدکم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ،

ہمارے اور آپ کے مشفق و مربی حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذربخاری (نوراللہ مرقدہ، و برداللہ مضجعہ) کے سانحۂ ارتحال پر یقیناً ہم سب مستحق تعزیت ہیں۔ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر حکیم مومن خاں مومن رحمۃ اللہ علیہ نے مرثیہ کہا تھا۔ اس میں ایک شعر تھا کہ

دستِ بیداد اجل سے بے سروپا ہو گئے
فقر ودیں، فضل و ہنر، لطف و کرم، علم و عمل

میں جب چاہتا ہوں کہ "بڑے شاہ جی" (حضرت ابوذر بخاری) کی رحلت پر کچھ کہوں تو یہ شعر یاد آجاتا ہے۔ اور پھر نہ مجھ میں کچھ کہنے کی تاب رہتی ہے، نہ لکھنے کی، نہ سوچنے کی۔ بس روتا رہتا ہوں۔ آپ کو بھی شاہ جی یاد تو آتے ہوں گے؟ آپ کو رونا بھی آتا ہوگا؟ لیکن آپ تو صابر و ضابط ہیں۔ آپ تو دلاسا دینے والوں میں سے ہیں۔

تازہ "الخیر" میں آپ نے شاہ جی کو یاد کیا۔ آپ نے جو کچھ لکھا، وہی میرے دل میں تھا۔ لیکن...... میں بادلِ ناخواستہ عرض کرتا ہوں کہ آپ نے ایک بات ایسی بھی کہی جو بے محل بھی ہے اور بے اصل بھی! مجھے کہنے دیجئے کہ آپ سے ایسی توقع مجھے کبھی نہیں تھی۔ آپ نے لکھا کہ...... "ناموس و مقام صحابہ کرامؓ کے بارے میں حضرت شاہ صاحب حساس ضرور تھے لیکن مشاجراتِ صحابہؓ کے باب میں کوئی غیر محتاط جملہ ان کی زبان سے نہیں سنا گیا جو جمہور امت کے مسلک و مؤقف سے مطابقت نہ رکھتا ہو" اور یہ بالکل درست ہے۔ لیکن اس سے آگے آپ نے ایک یکسر نئے عنوان سے اعتنا فرماتے ہوئے لکھا کہ...... "حضرت شاہ صاحب پر یزید کے حامی ہونے کا الزام بھی بے حقیقت ہے۔ وہ اپنی تقاریر میں واشگاف الفاظ میں اسے بد قسمت اور راہِ اعتدال سے برگشتہ (برگشتہ؟) قرار دیتے تھے.... اس مسئلے میں اگر ان سے کوئی فروگزاشت ہوئی بھی ہو

تو........ یہ "خطا" ان شاء اللہ یقیناً قابلِ عفوو در گزر قرار پائے گی"

للہ! غور فرمائیں کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ کیا کہہ رہے ہیں؟ کس موقع پر کہہ رہے ہیں؟ کس سیاق و سباق میں کہہ رہے ہیں؟ اور کیوں کہہ رہے ہیں؟ دیکھئے........

اولاً......... آپ نے فرمایا کہ حضرت شاہ جی مشاجرات صحابہ کے باب میں ہرگز غیر محتاط نہیں تھے۔

ثانیاً.......... آپ نے یہ بھی فرمایا کہ شاہ جی پر یزید کی حمایت کا الزام بھی بے حقیقت ہے۔

ثالثاً......... آپ نے کہا کہ شاہ جی رحمہ اللہ یزید کو بدقسمت اور راہ اعتدال سے برگشتہ قرار دیتے تھے۔

اور رابعاً.......... آپ نے کہا کہ اگر شاہ جی رحمہ اللہ سے اس ضمن میں کوئی خطا ہوئی بھی ہے تو (انشاء اللہ) قابل عفوو در گزر ہے۔ حضرت مولانا! یہ کتنی حیران کن بات ہے کہ جس بزرگ کی صفائی آپ خود دے رہے ہیں اور اپنے مشاہدے، تعلق اور ذاتی شہادت کے محکم و مضبوط حوالوں سے دے رہے ہیں۔ پھر اسی کی فرضی، وضعی اور ظنی فروگزاشتوں کا وجود بھی تسلیم فرما رہے ہیں اور "خطا شماری" بھی فرما رہے ہیں۔ کیا آپ کو اپنے آپ پر، اپنے ہی لکھے پر اعتماد نہیں ہے؟ آپ کس سے مرعوب ہیں؟ "پروپیگنڈے" سے؟ ہمارے شاہ جی علیہ الرحمتہ کا یہی "قصور" ہے اور یہی "کارنامہ" ہے کہ وہ پروپیگنڈے سے کبھی بھی اور کہیں بھی مرعوب نہیں ہوئے خواہ اس پہ کتنی ہی صدیوں کی اور کتنے ہی لوگوں کی مہر تصدیق اور مہر تقدیس لگی ہوئی ہو۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو وہ "ابوذر بخاری" نہیں کچھ اور ہوتے۔ محقق، خطیب، ادیب، عالم، شیخِ طریقت اور قائد انقلاب تو بہت ہوئے، بہت ہیں، بہت ہوں گے لیکن اس عہد میں سبائیت، جمہوریت اور اباحیت کے خلاف سینہ سپر ہونے والوں میں شاہ جی رحمتہ اللہ علیہ کا نام ہی سیادت مآب بھی ہے اور سعادت مآب بھی! وہ وقت دور نہیں (اور شاید آن ہی پہنچا ہے) جب لوگوں کو شاہ جی کی باتیں بہت یاد آئیں گی۔ جب اعتقادی، فکری، نظریاتی اور علمی محاذوں پر لڑنے والوں کی کمک پر علماءِ حق کے نا اہل وارث ہی رہ جائیں گے۔ لیکن..... میں کہاں تک لکھوں؟ کیونکر لکھوں؟ شاہ جی کے حوالہ سے بات کرتے ہوئے وہ ربطِ کلام کہاں سے لاؤں؟ واللہ! مجھ سے لکھا نہیں جاتا۔

یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ شاہ جی یزید کو بدقسمت اور راہ اعتدال سے برگشتہ کہتے تھے۔ تو شاہ جی یوں نہیں کہتے تھے۔ وہ اسے "بدقسمت" کہتے تھے لیکن اس لئے کہ اس کے دور میں سانحہ کربلا رونما ہوا۔ البتہ "راہ اعتدال سے برگشتہ"....... شاہ جی کے لفظ نہیں ہیں۔ شاہ جی کے نزدیک وہ بدقسمت ضرور تھا۔ آپ بھی اسے برگشتہ ایام، برگشتہ اختر، برگشتہ بخت، برگشتہ دولت، برگشتہ سر، برگشتہ طالع کہہ لیں لیکن اپنے لفظ شاہ جی سے منسوب نہ کریں۔ ان کی روح کو اس سے صدمہ ہوگا۔ آپ کو پتا تو ہے کہ وہ اس معاملے میں بھی کتنے حساس اور کتنے محتاط تھے۔ اور کیوں نہ ہوتے، آخر وہ حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ کے شاگرد تھے ا آپ کے بقول "ممتاز و محبوب تلمیذ" اور "جلیل القدر فاضل" تھے۔ اپنے مسلک پر اور اپنی آراء و مواقف جو اعتماد اور جو انشراح...... قابل رشک اعتماد و انشراح......... انہیں حاصل تھا وہ ہمیشہ اسے استادِ گرامی

جوتیوں کا صدقہ کہا کرتے تھے (جی ہاں، وہ یہی کہا کرتے تھے)۔ وہ ہمیشہ مسلک جمہور کے، مسلکِ اساتذہ و مشائخ کے اور مسلکِ سلفِ صالحین کے نقیب و منادر ہے۔ جس حسنِ تعبیر، حسنِ تعلیل، حسنِ تعدیل اور حسنِ تحقیق کا اظہار ان کی زبان اور قلم سے ہمیشہ ہوا، وہ یقیناً حق و صواب ہے۔ تفرد اور تجدد ہرگز نہیں ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تخطیہ و تصویب پر کمربستہ "حکم"..... اپنوں میں ہوں یا غیروں میں، شاہ جی نے ان کی تردید و بطلان کو (آپ ہی کے بقول) اپنی زندگی کا مشن بنالیا تھا۔ آج سے پینتیس چالیس سال پہلے انہوں نے عزیمت کا جو راستہ اختیار کیا تھا، وہ اگرچہ نیا نہیں تھا لیکن........... نیا تھا۔ سبائیت کے خلاف اللہ رب العزت نے ان سے جو کام لیا، وہ یقیناً اس میں منفرد ہیں (متفرد نہیں) اور مجدد ہیں (متجدد نہیں)۔ باقی رہا دشنام و الزام تو اس سے کون سا حق گو بچا ہے؟ شاہ جی فرماتے تھے کہ..... مجھے حضرت الاستاذ مولانا خیر محمد رحمۃ اللہ علیہ نے یاد فرمایا، اور فرمایا کہ تمہارے خلاف بہت ہنگامے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یہ سب دفاعِ صحابہؓ اور خصوصاً دفاعِ سیدنا معاویہؓ کا شاخسانہ ہے۔ پھر میں نے کچھ تفصیل عرض کی۔ حضرت الاستاذ مسرور و مطمئن ہوئے۔ میری تحسین و تصویب فرمائی۔ خود اپنے مبارک ہاتھوں سے "قصیدہ بدء الامالی" میرے سامنے کھول کر رکھا اور یہ شعر مجھے پڑھوایا کہ

ولم یلعن یزیداً بعد موت   سوی المکثا رفی الاعداء غال(۱)

حضرت مولانا! ابھی تو شاہ جی کی آنکھیں بند ہوئے زیادہ دن بھی نہیں گزرے۔ یہ آپ ان کی کیسی صفائیاں دے رہے ہیں؟ یہ کیسی تعزیت ہے؟ معاف کیجئے گا..... یہ "تحسینِ سخن ناشناس" کا سزاوار کون ہے؟ وہ شخص جس کی ساری زندگی کھلی کتاب ہے! جسے مجمل و مبہم بات کرنی آتی ہی نہیں تھی۔ جس کی ساری زندگی خطابِ مفصول اور کلامِ مفصّل سے عبارت ہے۔ شاہ جی نے کب اپنا عقیدہ و مسلک چھپایا؟ اسی خیر المدارس کے سالانہ جلسہ میں ۱۹۸۱ء (۱۴۰۱ھ) تقریر کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا تھا کہ....... "حضرت گنگوہی (رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک یزید کا مسئلہ علم عقائد سے نہیں، علم تاریخ سے تعلق رکھتا ہے۔ یعنی اگر کسی کی تحقیق میں اس کا فسق و فجور تاریخ سے ثابت نہ ہو تو اس کو لعنت بھیجنا جائز نہیں ہے۔ اور میں اس مسلک میں حضرت گنگوہی کا پیروکار ہوں"........... کیا آپ کو شاہ جی کی یہ تقریر بھی یاد نہیں؟ یا آپ بھی سبکسارانِ ساحل میں سے ہیں؟

حضرت گنگوہی فرماتے ہیں کہ "ہم مقلدین کو احتیاط سکوت میں ہے" لیکن آج کے "مقلدین" کو عدمِ احتیاط اور عدمِ سکوت میں ہی سکون ملتا ہے۔ یہ نہیں جانتے کہ "تقلید" کیا ہوتی ہے؟ علم و نظر کی وسعت کیا ہوتی ہے؟ اختلافِ رائے، اختلافِ مشرب اور اختلافِ مسلک کی ماہیات و حدود کیا ہیں؟ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید۔ "زندہ تقلید" تھی۔ دانش و بینش، بصیرت و فراست اور علم و تحقیق کا دوسرا نام! انہیں حضرات رشید احمد گنگوہی، اشرف علی تھانوی اور خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے یہی وراثت منتقل ہوئی

تھی۔ صاحبِ "ترجیح الراجح" کا خرد افروز اسوہ ان کے پیش نظر رہتا تھا۔وہ "مُردہ تقلید" کے آدمی نہ تھے۔اقبال مرحوم نے تو "توحید" کے متعلق کہا تھا کہ

زندہ قوت تھی زمانے میں یہ توحید کبھی
آج کیا ہے فقط اک مسئلۂ علم کلام!

جس طرح توحید، "زندہ قوت" نہ رہی علم کلام کا مسئلہ ہو گئی ہمارے یہاں یہی "تقلید" کے ساتھ ہوا۔ اور وہ مناظرہ بازی کا مسئلہ ہو کے رہ گئی۔ اسے المیہ نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے؟ یہ اسی کا نتیجہ تو ہے کہ آج جب علمِ عقائد اور علمِ تاریخ میں تمیز کی جاتی ہے تو اسے کبھی فروگزاشت اور خطا کہا جاتا ہے اور کبھی فتنہ و بدعت!

حضرت مولانا! میں بہت سی باتیں کہنا چاہتا ہوں لیکن کچھ نسبتوں کا احترام مانع ہے۔ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی نسبتوں کا احترام کیا۔ آج آپ نے ایسی باتیں کہیں کہ میں نے اپنے آپ کو جس قدر بے تاب محسوس کیا اسی قدر بے بس بھی! گویم مشکل و گرنگویم مشکل! واللہ! شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ بگوشوں کے لئے خیر المدارس ایسے مرکز العلم سے اجنبیت، مغائرت اور مخالفت کی غماز آوازیں.......... بڑا امتحان ہیں۔ "الخیر" کے محرم الحرام (جون ۱۹۹۵ء) کے شمارے میں بھی دعوتِ مبارزت دی گئی تھی۔ اگر کچھ مبارزین و مناظرین کو اسی پر اصرار ہے تو میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر، پورے ایمان و یقین کے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ ہم سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ریت کو مرنے نہ دیں گے۔

ہاں، اگر شاہ جی کی رحلت کے فوراً بعد بعض بزرگوں پر یہ "انکشاف" ہوا ہے کہ ان کا مسلک کیا تھا اور کیا نہیں تھا تو ان کی خدمت میں اتمامِ حجت کے طور پر عرض ہے کہ

"امایزید بن معاویۃؓ عن ابیہ فکان ملکاً من ملوک المسلمین بایع علی یدہ اصحاب رسول اللہ منہم الذین بایعواعلی ید ابی بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ۔ واما امرہ، بقتل الحسینؓ فقیل لم ثبت و لم یصح و ہو صحیح و اما فسقہ واللعن علیہ فہو امر اختلف فیہ۔ واما نحن فمن المتوقفین و ہو مسلک المحققین"!(۲)

میری خواہش ہے کہ یہ چند گزارشات بھی "الخیر" میں شائع فرمادیں

والسلام مع الاکرام
نیاز آگیں، محتاج دعا.......... ذوالکفل بخاری

---

(۱)اس کی شرح میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ.......... "یزید پر سلف میں سے کسی نے لعنت نہیں کی۔ سوائے رافضیوں، خارجیوں اور بعض معتزلہ کے۔ جنہوں نے فضول گوئی میں مبالغہ سے کام لیا ہے"۔ اور اس مسئلہ پر طویل بحث کے بعد لکھتے ہیں......

"فلا شک ان السکوت اسلم،واللہ اعلم"

(بحوالہ ماہنامہ "بینات" کراچی اگست ۱۹۸۱ء)

(۲)(ترجمہ) "یزید بن معاویہ اپنے والد ماجد کے بعد مسلمانوں کے بادشاہ ہوئے - ان کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کرنے والوں میں وہ اصحابِ رسول ﷺ بھی شامل تھے جنہوں نے حضرات خلفائے راشدین ......ابو بکر، عمر، عثمان اور علی (رضی اللہ عنہم) کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی تھی - جہاں تک قتلِ حسین رضی اللہ عنہ کا معاملہ ہے تو یزید کی طرف اس کی نسبت نہ ثابت ہے اور نہ صحیح! جہاں تک ان کے فسق اور ان پر لعنت کی بات ہے تو اس میں (علمائے امت میں) اختلاف پایا جاتا ہے - ہم یزید کے معاملے میں "توقف" کے قائل ہیں ..... کہ یہی مسلک محققین ہے"۔

(یہ عبارت جون (۹۵ء) کے "الخیر" میں "ناظم المجلہ" کی طرف سے شائع کی گئی لیکن رسالہ کی تقسیم و ترسیل سے پہلے اس پر سنسر کی کالک مل دی گئی - ہمارے ریکارڈ میں "الخیر" کا مذکورہ شمارہ اپنی اصل اور مسخ حالت دونوں صورتوں میں محفوظ ہے۔)

مدیر "الخیر" کی معذرت

"الخیر" کی گذشتہ اشاعت میں حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابو ذر بخاری قدس سرہ کے افکار و نظریات پر تعزیتی شذرہ میں جو کچھ لکھا گیا معاصر عزیز ماہنامہ "نقیبِ ختمِ نبوت" ملتان اور عزیزم ذوالکفل بخاری سلمہ نے اس سے اختلاف کیا ہے - سو اس سلسلہ میں ہمیں اپنی رائے پر اصرار نہیں۔

جن الفاظ سے حضرت شاہ صاحب مرحوم کے اخلاف کو صدمہ ہوا ہو ہم ان سے رجوع کرتے ہیں - امید ہے کہ وہ ہماری معذرت کو قبول فرمائیں گے۔

نیاز مند - محمد ازہر

(بشکریہ، ماہنامہ "الخیر" ملتان رجب ۱۴۱۶ھ، دسمبر ۱۹۹۵ء)

مولانا ابو ریحان سیالکوٹی

سبائی فتنہ

(حصہ اول)

قیمت 150 روپے

اہل سنت کے روپ میں رفض و سبائیت
پھیلانے والے طبقہ کے خیالات کا
علمی و تحقیقی محاسبہ
ایسی کتاب جس نے بعض نام نہاد
تقدس مآبوں کی حجلہ عروسی میں
زلزلہ بپا کر دیا

بخاری اکیڈمی مہربان کالونی ملتان۔